بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ اشاعت ۹۸ — بچوں کے لئے

جالوری پیرؓ

سیرت حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدینؓ

مولفہ

جناب شمیم نصرتی صاحب

زیر اہتمام: ادارۂ تبلیغ مہدویہ ۳-۶۷-۱۰۶، جامع مسجد مہدویہ مشیر آباد، حیدرآباد

بہ اعانت: سید علی حسین ترصص نصرتی

طبع اول: جنوری ۱۹۹۵ء — تعداد: ۱۰۰۰

دائرہ پریس، چھتہ بازار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اظہار

ادارۂ تبلیغ مہدویہ کی ۴۹ اشاعت جالوری پیرؒ سیرت حضرت بندگی میاںسید محمود سید نجی خاتم المرشدین "بچوں کے لئے" بپیش خدمت ہے۔ اس مختصر سیرت کو جناب شمیم نصرتی نے بہ زبان اردو علاقے گجرات اور راجستھان کے اردو داں حضرات کا معیار ملحوظ رکھتے ہوئے لکھا تھا مگر حضرت سید قاسم صاحب یداللہی کی خواہش پر اس اردو رسالے کو جناب شیخ چاند صاحب ساجد نے ہندی رسم الخط میں تبدیل کر کے زیر اہتمام ادارۂ شمسیہ بڑودہ شائع کیا جو علاقے گجرات اور راجستھان میں کافی مقبول ہوا۔ اُسی رسالے کو بچوں کے لئے بزبان اردو شائع کیا گیا ہے۔ بچوں کے لئے لکھنا بڑا ہی مشکل فن ہے۔ جناب شمیم نصرتی صاحب نے ممکنہ حد تک اس رسالے کو نہایت ہی سلیس اور آسان اردو میں لکھنے کی کوشش کی ہے جو کہ ایک کامیاب کوشش ہے۔ یہ رسالہ موصوف کے صاحبزادے سید علی حسین ترصص کی اعانت سے شائع کیا گیا ہے، ہمیں توقع ہے کہ مخیر حضرات ادارہ کے علمی و تبلیغی کام میں حصہ لیتے ہوئے ادارہ کے ساتھ مکمل تعاون کریں گے۔

۔ **محمد صاحب**، نائب صدر ادارۂ تبلیغ مہدویہ مشیر آباد

شمیم نصرتی

جالوری پیرؓ
سیرتِ حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدینؓ

جالوری پیرؓ ۹۲۴ھ میں جالور شہر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ پٹن گجرات کے ایک دولت مند گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ حضرت سید محمدؐ جونپوری مہدیِ آخرالزماں کے مرید داماد اور خلیفۂ دوم تھے۔ اس طرح جالوری پیر حضرت بندگی سید محمود سید نجی خاتم المرشدین حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے نواسے ہوئے۔ آپ کی والدہ بی بی فاطمہؓ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں اور آپ کا مزارِ مبارک کھانبیل گجرات میں آج بھی زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ جہاں عقیدت مند بلا لحاظ مذہب و ملت زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ آپ کے والد سید الشہداء بندگی میاں سید خوندمیر صدیقؓ ولایتؓ کے جسم اطہر کی تدفین تین جگہ عمل میں آئی۔ جنگ بدرِ ولایت میں مظفر بادشاہِ گجرات کی

فوج نے حضرت کو ۱۰۰ اصحاب کے ساتھ شہید کر دیا۔ حضرت صدیق ولایت کی شہادت کا واقعہ بہت طویل ہے۔ اس واقعۂ شہادت کو کئی مصنفین نے گجراتی، اردو اور فارسی زبان میں بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ حضرت صدیق ولایت کا دھڑ مبارک سدراسن میں، سر کی ہڈیاں پٹن شریف میں اور سر کا پوست چاپانیر میں دفن ہے۔

جالوری پیر کے والد کا عرسِ مبارک آج بھی ۱۴ شوال کو چاپانیر میں بڑے ہی شاندار پیمانے اور دلی عقیدت کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ جس میں بلادِ ہند سے ہزاروں عقیدت مند شریک ہوتے ہیں۔

جالوری پیرؒ کی سیرت پاک سے ہم کو اسی وقت واقفیت حاصل ہوگی جب ہم اُن کے نانا حضرت مہدی موعود علیہ السلام اور آپ کے والد حضرت سید خوندمیرؓ کی زاہدانہ و پاکیزہ حیاتِ طیبہ سے واقف ہوں۔ آپ کے نانا حضرت سید محمدؒ جونپوری مہدی موعود علیہ السلام ۸۴۷ھ میں اتر پردیش کے شہر جونپور میں پیدا ہوئے۔ اور لڑکپن ہی میں جونپور کے علماء نے آپ کو اسد العلماء کا خطاب دیا۔ آپ چالیس سال کی عمر میں جونپور سے ہجرت کر کے اسلام کی تبلیغ کرتے ہوئے اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراطِ مستقیم کی دعوت دیتے ہوئے پٹن پہونچے جہاں جالوری پیر کے والد جو پیر کامل

کی تلاش میں تھے حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور بعد میں وہ حضرت مہدی موعودؑ کے داماد اور خلیفہ ہوئے۔ حضرت مہدیؑ موعود تبلیغ کرتے ہوئے مکہ معظمہ پہونچے اور مکہ میں مہدی آخرالزماں ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ آپ کے اصحاب اور عربوں نے آپ کے دعویٰ کی تصدیق کی۔ وہاں ۹ ماہ قیام کے بعد آپ ہندوستان لوٹ آئے اور گجرات، جالور، ناگور اور سندھ وغیرہ میں تبلیغ کرتے ہوئے افغانستان پہونچے۔ جہاں فراہ مبارک میں سنہ ۹۱۰ھ میں آپ کا وصال (انتقال) ہوگیا۔ حضرت کے ماننے والے مہدوی آج بھی ہندوستان، پاکستان افغانستان، ایران، بنگلہ دیش، افریقہ کے بعض علاقوں اور روس میں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ سینکڑوں مہدوی ہندوستان سے ہجرت کرکے اس وقت انگلینڈ، کناڈا اور امریکہ میں بس گئے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے انتقال کے بعد جالوری پیر کے والد حضرت شاہ خوندمیرؓ دین حق اور پیغام مہدی کی گجرات میں تبلیغ کرنے لگے۔ صرف علاقے گجرات میں حضرت شاہ خوندمیر کے تین لاکھ مرید تھے۔ گجرات کے بادشاہ مظفر کو دنیا دار علماء کہتے جو حضرت شاہ خوندمیرؓ سے دشمنی

رکھتے تھے یہ کہکر ڈرایا کہ حضرت خوندمیرؓ اپنے مریدوں کی فوج تیار کرکے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اس اللہ کے مخلص بندے کو حکومت اور تخت و تاج سے سخت نفرت تھی۔ بادشاہ مظفر دنیا دار علماء کے بہکاوے میں آگیا اور حضرت سے جنگ کرنے کا اعلان کر دیا۔ جس کو جنگ بدرِ ولایت کہتے ہیں اور حضرت مہدی موعود کے فرمان کے مطابق پہلے دن کی جنگ میں حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیر صدیق ولایت اور آپ کے اللہ والے فقیروں کو فتح نصیب ہوئی۔ اس دن کو تاریخ مہدویہ میں یوم الفتح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور دوسرے دن چوتن اصحاب کے ساتھ آپ شہید ہو گئے۔ اس طرح پہلے اور دوسرے دن جملہ ١٥٥ اصحاب شہید ہوئے اور آپ کی تین جگہ تدفین عمل میں آئی اور مہدی علیہ السلام نے جو پیشن گوئی بیس سال قبل فرمائی تھی معجزاتہ انداز میں پوری ہوئی۔ بندگی میاں کی شہادت مہدی علیہ السلام کے دعوئِ مہدویت کا بین ثبوت ہے۔

میاں سید خوندمیر اور بی بی فاطمہؓ کی آغوش میں پرورش پانے والے جالوری پیر بچپن ہی سے بڑے ہی خوبیوں کے حامل تھے۔ آپ کی تعلیم و تربیت نامور اصحاب مہدی حضرت میاں بھائی

مہاجرؓ و حضرت منصور خانؓ اور حضرت بندگی ملک الہدادؓ خلیفہ گروہ نے فرمائی اور بعد میں بڑے بڑے نامور علماء نے جالوری پیر کے دستِ مبارک پر تصدیق کی۔ جالوری پیر میں ایسی اعلیٰ صفات اور خوبیاں موجود تھیں کہ نامور سردار، بادشاہ اور علماء دیکھتے ہی متاثر ہو جاتے تھے۔ جن کی آنکھوں میں بچپن ہی سے کلمہ توحید و تسبیح درج ہو اُن کا جاہ و جلال اور پرہیزگاری کس زبان سے بیان کی جا سکتی ہے۔ جب جالوری پیر جوان ہوئے تو احمدنگر کے بادشاہ برہان نظام شاہ نے حضرت کے مرشد حضرت ملک الہداد خلیفہ گروہؓ سے خواہش کی کہ وہ حضرت سے اپنی لڑکی کا عقد کروا دیں۔ چنانچہ بادشاہ نے کئی تحفے تحائف بھی روانہ کئے۔ مگر جالوری پیر نے اپنے مرشد سے جدائی کے خوف سے اس شادی سے انکار کر دیا اور فقیرانہ زندگی ہی کو اپنانا بہتر سمجھا۔ کچھ عرصہ بعد آپ کا نکاح (شادی) ایک نیک سیرت بی بی، بی بی نوآئی کے ساتھ عمل میں آیا۔ آپ کی اولاد میں تین فرزند بندگی میانسد سید میرانؒ (پالن پور گجرات) حضرت میانسد علی ستونِ دین (میدک پلی نظام آباد) اور حضرت سید نور محمدؐ خاتم کارؒ (منیچپہ نظام آباد) بہت مشہور

گزرے ہیں جن کی درگاہوں پر آج بھی ہر مذہب و عقیدہ کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں زیارت کے لئے حاضر ہوتے ھیں۔ ہندوستان اور پاکستان میں آپ کی اولاد کثیر تعداد میں پھیلی ہوئی ہے۔ خصوصًا حیدرآباد دکن، چن پٹن، میسور، پالن پور، میندرگی بنڈیاں اور دیگر علاقوں میں اکثر مرشدین حضرت ہی کی اولاد سے ہیں۔ ان خانوادوں کے آج بھی ہزاروں مریدین موجود ہیں۔ حضرت سید نجی خاتم المرشدین کی اولاد جو رشد و ہدایت پر مامور ہے نہایت ہی اعلیٰ خصوصیات کی حامل ہے۔ یہ لوگ ہر جگہ تبلیغ دین میں لگے ہوئے ہیں۔ جالوری پیر اپنے وقت کے آفتاب تھے اور حضرت کے دائرہ میں اٹھارہ سو (۱۸۰۰) فقراء موجود تھے جو ہمیشہ عبادت و ریاضت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ حضرت خاتم المرشدینؒ کو دنیا اور دنیا داروں سے کوئی رغبت نہ تھی۔ حالانکہ بڑے بڑے امراء اور سردار آپ کے مرید و معتقد تھے۔ اگر آپ چاہتے تو ایک ہی اشارہ میں عیش و عشرت کا انتظام ہوجاتا مگر آپ ہمیشہ فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور دائرہ کے فقراء سے آپکو بڑی محبت تھی۔ حضرت کے دائرہ میں ہزاروں روپیے اور دیگر مال و اسباب آتا اور

سب کا سب فقراءمیں مستویت کر دیا جاتا اور وہ خود بھی اتنا ہی حصہ لیتے جتنا ہر فقیر کے حصّے میں آتا تھا۔ جالوری پیر بڑے ہی جوانمرد اور حق گو تھے۔ جب شہنشاہ جلال الدین اکبر نے گجرات پر حملہ کیا تو گجرات میں بڑی بدامنی پھیل گئی اور شہنشاہ اکبر احمدآباد میں مقیم ہوا جو اُس وقت مہدیوں کا مرکز تھا اور وہاں دو لاکھ مہدوی آباد تھے۔ دنیادار علماء نے اکبر بادشاہ کو مہدیوں کے خلاف خوب بھڑکایا۔ یہی وہ زمانہ تھا جبکہ ایک مشہور مہدوی بزرگ حضرت شیخ مصطفےٰ گجراتیؒ کے کئی افراد خاندان کو شہید کر دیا گیا تھا اور مہدویوں پر بڑا ظلم وستم ہو رہا تھا۔ علماء کے بھڑکانے پر شہنشاہ اکبر نے حضرت کو احمدآباد طلب کیا جہاں علماء سے دربار میں مہدویت پر مباحثہ ہوا جس میں علماء کو شکست ہوئی اور بادشاہ حضرت کی فقیرانہ اور پاکیزہ زندگی سے ایسا متاثر ہوا کہ آپ کا معتقد ہو گیا اور آپ کو دائرہ کھانبیل واپس جانے کی اجازت دے دی۔ شہنشاہ اکبر جب گجرات سے واپس ہوا تو علماء پھر مہدویوں پر ظلم وستم کرنے لگے۔ اسی لئے حضرت نے ملک خانجی حاکم جالور کی خواہش پر، ہجرت کر کے جالور چلے گئے اور انتقال تک وہیں مقیم رہے۔ جالوری پیر حق کے لئے

بادشاہوں اور سرداروں کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے جب آپ اپنے بھائی حضرت شہاب الحقؒ کے دائرہ ستیہ گاؤں میں ٹھہرے ہوئے تھے تو شہر ڈھونکا کے لوگ، وہاں کے حاکم کے ظلم وستم سے تنگ آکر ستیہ گاؤں میں آگئے اور دائرہ میں پناہ لی۔ حاکم نے پانچ سو سواروں کا دستہ روانہ کیا جو دائرہ کو گھیر لیا اور ظلم و زیادتی کرتے لگا۔ حضرت نے سپاہیوں کو بہت سمجھایا مگر وہ ظلم سے باز نہ آئے تو مجبوراً چند فقراء کو لے کر اُس لشکر کو شکست دی اور بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ ستیہ گاؤں کا حاکم عظمت خاں آپ کا بڑا ہی معتقد اور نیک دل تھا اُس کا انتقال ہوا تو بادشاہ گجرات سے اُس کے خزانے اور دوسرے مال و اسباب کو مہر بند کر دیا مگر حضرت جالوری پیرؒ نے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے شاہی مہر توڑ کر پورا سامان اُس کے حقداروں کو دلوا دیا۔ آپ موضع ستیہ گاؤں سے سروہی، ہجرت کرنے کے بعد زندگی بھر وہیں ٹھہرے رہے۔ آپ کے دائرے کے فقراء زہد وتقویٰ اور پرہیزگاری میں ایک مثالی نمونہ تھے جو حضرت کے بے پناہ معتقد اور ایسے شیدائی تھے کہ صرف ایک اشارے پر اپنی جان قربان کرنے تیار ہو جاتے موضع ستیہ گاؤں سے جالور آنے کے بعد شہر بدر خوجن برہ

نامی جابر و ظالم حاکم قابض ہو گیا جو مہدویوں اور حضرت سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ اس لئے جالور سے آپ کے مرید آس پاس پھیل گئے۔ وہاں کا حاکم رائو سلطان آپ کا بڑا ہی شیدائی تھا۔ موضع سروہی میں آپ کے بیانِ قرآن کا بڑا چرچہ ہوا۔ فقرائے دائرہ اور متلاشیان حق و صداقت آپ کے بیانِ قرآن کے شیدائی تھے اور بوقت بیان شہر کے رہنے والے بھی کافی تعداد میں جمع ہو جاتے۔ دائرے کے فقراد کے لئے تو حضرت کا دیدار اور بیانِ قرآن ہی غذا تھی۔ وہ فقر و فاقہ برداشت کرتے ہوئے صرف حضرت کے دیدار پر ہی زندہ تھے۔ جالوری پیرؒ اہل دائرہ کو شرح محمدی پر ثابت قدم رہنے کی ہمیشہ ہدایت کرتے تھے۔ آپ کی صحبت بابرکت میں کئی طالبان حق و صداقت نے راہ حق پائی اور انہیں چشم سر سے اس دنیا میں دیدارِ خداوندی نصیب ہوا۔

ایک بار موضع سروہی میں آپ نماز تہجد کے لئے بیدار ہوئے اور نماز کے بعد ذکر اللہ میں مشغول تھے کوئی دشمن خدا اس اللہ والے بزرگ پر برچھے سے حملہ آور ہوا آپ کے ہاتھ پر زخم لگا اور یہ زخم بڑھتا ہی گیا۔ اسی تکلیف سے ۷۲ سال کی عمر میں ۱۵ محرم ۹۹۶ء کو آپ کا انتقال ہوا اور آپ کو موضع جالور

میں دفن کیا گیا۔ ہماری قومی کتب میں یہ بات درج ہے کہ حضرت نبی مکرم کے نواسے حضرت سیدنا حسینؓ کے قاتل یزید کی روح نے جالوری پیر پر برچھے سے حملہ کیا اس لئے آپ کو حسنِ ولایت کہا جاتا ہے۔ جالوری پیر ساری زندگی اللہ رسول اور مہدی کا پیام دنیا والوں کو پہونچاتے رہے۔ آپ کا ہر قول و عمل صرف خدا کی خوشنودی کے لئے ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ کی اولاد میں آج بھی جو مرشدینِ کرام موجود ہیں وہ صرف حق کی اشاعت میں لگے ہوئے ہیں۔

جالوری پیرؒ بہت ہی اللہ والے تھے اور بچپن ہی سے آپ سے کئی کرامتوں کا ظہور ہوا۔ حضرت کی پیدائش ہی خود ایک کرامت تھی۔ آپ کے نانا حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی طرح آپ کی آنکھوں میں بھی کلمہ توحید اور تسبیح نمایاں طور پر درج تھے اور آپ کی شکل و صورت حضرت مہدی علیہ السلام کے جیسی تھی۔ آپ کا جاہ و جلال اور نورانی صورت دیکھ کر شہنشاہ اکبر نے کہا تھا کہ آپ تو اپنے نانا کو مہدی موعود کہتے ہیں اگر آپ خود مہدی ہونے کا دعویٰ کریں تو بجا ہے۔ جالوری پیرؒ جب بچوں کے ساتھ کھیل کود میں مشغول ہوتے اور اُس طرف سے کسی اہل اللہ کا گذر ہوتا تو اُن پر حضرت کا مقام و مرتبہ ظاہر ہو جاتا۔

جس وقت آپ کے والد کھانبیل میں ٹھہرے ہوئے تھے اس پاک گروہ پر بادشاہ مظفر کا ظلم وستم بہت بڑھ گیا اور یہاں تک کہ دنیادار علماء کے بہکانے پر مظفر نے ایک لشکر جرار بھیج کر کھانبیل پر حملہ کر دیا۔ کھانبیل میں جب وقت حضرت شاہ خوندمیرؓ میدان جنگ میں جا رہے تھے تو چھ سالہ جالوری پیرؒ اپنے والد کی چھاتی سے چمٹ گئے تو آپ نے بچے کو میدان جنگ کی طرف لے گئے۔ جونہی اس بڑھتی ہوئی فوج پر جالوری پیرؓ کی نظر پڑی تو فوج آگے بڑھنے سے رک گئی اور سب کوشش کے باوجود فوج آگے نہ بڑھ سکی۔ اور جب آپ کے والد نے حضرت کو گھر والوں کے پاس واپس بھیج دیا تو فوج پھر آگے بڑھنے لگی۔ جس بچے کی نظر کا یہ اثر ہو کہ ایک لشکر آگے بڑھنے سے رک جائے تو اس شخصیت کے بلند مرتبہ، زہد و تقویٰ، پرہیزگاری، للہیت اور کشف و کرامات کو اس مختصر مضمون میں بیان کرنا دشوار ہے۔

جب ملک خاں سے راجپوتوں نے جالور کی حکومت چھین لی تو ملک خاں نے جالور پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے جالوری پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ملک خاں کی ہمت افزائی فرمائی اور ایک تلوار اُن کی کمر میں یہ کہتے ہوئے باندھی کہ یہ

جالور کے قلعے کے قفل کی کنجی ہے۔ چنانچہ ملک خاں نے جالور فتح کرلیا۔ اس پیش گوئی اور کرامت کی یاد تازہ رکھنے کے لئے اپنی اولاد کو یہ وصیت کی کہ میرے جانشین کی رسمِ تخت نشینی میں جالوری پیر کی اولاد سے کسی بھی مرشد سے تلوار بندھوائی جائے اور اس وصیت پر آخری تاجدار پالن کی تخت نشینی تک عمل ہوا آپ نے اپنے فرزند میاں سید عثمانؒ کو موضع وابیج میں دائرہ باندھ کر رہنے کی اجازت دی اور میاں سید عثمانؒ کی بہو موضع سروای میں حضرت کے پاس مقیم تھیں۔ بی بی کو لڑکا تولد ہوا تو اس موقعہ پر حضرت جالوری پیر نے ارشاد فرمایا" ایک چہرہ چھپاتے ہو اور دوسرا دکھاتے ہو یہ سن کر اہلِ دائرہ پریشان ہو گئے۔ اسی دوران میاں سید عثمانؒ کے انتقال کی اطلاع آئی۔

جالوری پیر بڑے ہی صاحب حال بزرگ تھے اُن پر ہر چیز روشن تھی۔ حضرت کے بھتیجے میاں سید یحیٰؒ اور میاں سید غنیؒ شادی میں شرکت کے لئے دساڑہ جانے کی اجازت چاہی تو حضرت نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا" جاؤ تو وداعی سلام آو تو خوشی"۔ چنانچہ یہ دونوں حضراتؓ دانتی واڑہ کے قریب کولیوں اور لٹیروں کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ ان کرامتوں کے علاوہ حضرت کے اور کئی کرامتیں مشہور ہیں

جو حضرت کے اللہ والے ہونے کی دلیل ہیں۔ موضع سردہی کا راجا راؤ سدلطان آپ کا معتقد تھا۔ ایک مرتبہ حضرت کا پسخوردہ استعمال کیا تھا۔ جب اُس کا انتقال ہوا تو اہل ہنود کے طریقے کے مطابق اُس کو جلا دیا گیا۔ مگر ہر قسم کا روغن ڈالنے کے باوجود اس کا جسم نہیں جلا یہ صرف حضرت کے پسخوردہ کا اثر تھا۔

موضع سردہی میں ایک بار عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا اور اہل دائرہ حضرت کے منتظر تھے اور اس بات کا خوف تھا کہ عصر کی نماز فوت ہو جائے گی۔ حضرت حجرے کے باہر تشریف لائے اور نمازیوں نے عصر کے فوت ہونے کا خوف ظاہر کیا تو حضرت نے فرمایا کہ دیکھو آفتاب روشن ہوگا۔ حضرت کی زبان سے یہ جملہ نکلتے ہی تمام اہل دائرہ نے یہ منظر دیکھا کہ ڈوبا ہوا سورج اُبھر آیا اور تمام اہل دائرہ نے نماز عصر ادا کی۔

موضع سردہی میں وصال سے قبل آپ نے وصیت فرمائی کہ حضرت کی تدفین جالور میں کی جائے اور انتقال کے بعد وصیت کے مطابق جالور میں تدفین عمل میں آئی۔ مگر حاکم جالور تو جن بردی جو حضرت اور مہدویوں سے سخت عداوت رکھتا تھا اس تدفین پر بہت برہم ہوا اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ہاتھی اور

گھوڑے دوڑا کر حضرت کی قبر کا پتہ لگایا جائے۔ حضرت کی قبر پر ہاتھی اور گھوڑے دوڑائے گئے مگر کہیں بھی قبر کا پتہ نہ چلا اُس کو قبر نظر نہ آئی۔ خوجن بڑی شرمندہ اور متعجب ہوکر واپس لوٹ گیا۔ دوسرے دن جہاں حضرت کی تدفین عمل میں آئی تھی حضرت کا مزار ظاہر ہوا جہاں آج حضرت کا شاندار مقبرہ موجود ہے۔

جالوری پیر کی اور بھی کرامتیں ہیں، اس مختصر رسالے میں صرف چند کرامتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ تمام بلاد ہند، پاکستان بنگلہ دیش ایران اور افغانستان کے علاقوں میں آباد مہدوی ۱۴ محرم کو حضرت کی بہرہ عام اور ۱۵ محرم کو عرس مناتے ہیں۔ آپ کے معتقدین اور سلسلے کے بزرگ دنیا کے مختلف علاقوں میں آباد ہیں۔ آپ کے سلسلے کے بزرگوں نے ہمیشہ حضرت مہدی موعود کے پیام کو عام کرنے میں بہت قربانیاں دیں، جرأت، اخلاص مندی بے باکی اور حق گوئی اس سلسلے کے بزرگوں کی اعلیٰ خصوصیات رہی ہیں۔

شمیم نصرتی کی دیگر تصانیف

(۱) جدید فکری تقاضے اور دعوت امام
(۲) ایک وضاحت۔ مراسلت مابین جناب سید عبدالقادر صاحب، سابق رکن جماعت اسلامی
(۳) جالوری پیر بزبان ہندی
(۴) مبدائے نور۔ نعتیہ و منقبتی کلام

شمیم نصرتی